تمییز کے احکام

مؤلف:
بندہ مسکین ابو محمد
عبدالرافع عطاری عفی عنہ

فہرست

مقدمہ

خلیفہِ ثانی حضرت عمرِ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا"تَعَلَّمُوْا النَحْوَ كَمَا تَتَعَلَّمُوْنَ السُنَنَ وَ الفَرَائِضَ "(1)

جس طرح تم فرائض اور سنتوں کی تعلیم حاصل کرتے ہو اسی طرح نحو کی بھی تعلیم حاصل کرو۔

دینِ اسلام کو جہاں دیگر ادیان پر کئی فضیلتیں حاصل ہیں وہیں ایک فضیلت دینی احکام کی کامل معرفت کے لیے اس کے علوم کا مدون ہونا بھی ہے۔ دینی احکام کی ابتدائی معرفت قرآن و حدیث کے ذریعے حاصل کی جاتی ہے جو عربی زبان پر مشتمل ہیں لہذا عربی زبان پر کامل دسترس کے بغیر احکام مکمل طور پر سمجھنااور سمجھانا بقدرِ مشکل کام ہے اسی وجہ سے عربی زبان پر مہارت کے لیے کئی علوم و فنون کا حاصل کرنا بے حد ضروری ہے جن میں سے ایک علم **"علمِ نحو"** بھی ہے جس کا مقصد عربی زبان میں غلطی سے بچنا ہے علمِ نحو کے اصول و قواعد میں ایک اصول **"تمیز"** بھی ہے باوقات تمیز کی

(1):البیان و التبیین، جلد نمبر: 02صفحہ نمبر: 151

معرفت میں مبتدی طلبہ کرام کو کافی مشکل کا سامنا ہوتا ہے۔

"خَيْرُ النَّاسِ مَنْ يَنْفَعُ النَّاسَ" کے جذبے کے تحت قبلہ موصوف حافظ عبد الرافع عطّاری حفظہ اللہ نے تمیز کے احکام پر مشتمل ایک رسالے کا اہتمام کیا جس میں مختلف کتابوں میں موجود تمیز کے احکام ایک جگہ جمع کرکے اس کی بقدرِ آسان شرح کا اہتمام کیا تاکہ طلبہ کرام کو تمیز کی معرفت اور اس کے ترجمے میں آسانی ہو سکے۔

اندازِ رسالہ

مختلف مقامات سے اس رسالے کو پڑھنے کا موقع ملا۔ ماشاء اللہ تعالیٰ بہت آسان اور مفید پایا۔ موصوف نے اس رسالے میں تمیز کا تعارف، اقسام اور اس کے احکام کو تفصیل سے ذکر کیا اور مزید سوال وجواب کی صورت میں کئی مفید باتوں کو شامل کیا اور انداز نہایت آسان رکھا ہے تاکہ ابتدائی طلبہ کرام بھی اس کے ذریعے تمیز کی اچھی طرح معرفت حاصل کر سکیں۔

اللہ تعالیٰ موصوف کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور انہیں مزید اسی طرح دینِ متین کی خدمت کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے، ان کے شوقِ علمِ دین میں مزید برکتیں عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ ان کی اور تمام

امتِ مسلمہ کی بخشش و مغفرت فرمائے اور یہ دعائیں ہمارے حق میں
بھی قبول فرمائے۔آمین

بندہ مسکین ابو محمد
محمد خرّم رضا عطّاری عفی عنہ

تمییز کی تحقیق

تمییز کی لغوی تحقیق

تمییز کا لغوی معنٰی ہے شیٔ کو اپنے غیر سے جدا و ممتاز کرنا یہ بابِ تفعیل کا مصدر اور ممیِّز(وضاحت کرنے والی)یعنی اسمِ فاعل کے معنیٰ میں ہے۔(2)

تمییز کی اصطلاحی تعریف

تمییزوہ اسمِ نکرہ منصوب ہے جس کو کلام کی وضاحت کے لیے ذکر کیا جاتا ہے ۔جیسے اللہ تعالی نے قرآنِ کریم میں ارشاد فرمایا: اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً (3)تمییز کو تفسیر اور تبیین بھی کہا جاتا ہے۔

تمییز کی شرائط

اسم ہونا ، نکرہ ہونا ، جامد ہونا (زیادہ تر جامد ہوتی ہے مشتق نہیں)،ابہام کی وضاحت کرنے والی ہونا، کلام میں اضافی ہونا(یعنی اگر جملے سے اس کو نکال بھی دیا جائے تو بھی جملہ تام ہی رہے)۔مثال کے

---

(2): النحو المستطاب سوال وجواب واعراب، جزء ثانی، صفحہ نمبر :65مکتبۃ دار طیبۃ :الطبعۃ الثانیۃ: 1994

(3):: ترجمہ کنزالایمان: اگر تم ستر بار ان کی معافی چاہو گے ۔
پارہ نمبر: 10 سورالتوبۃ آیت نمبر:80

طور پر ھَذَا خَاتَمٌ حَدِیْدًا (یہ لوہے کی انگوٹھی ہے)۔

مثال کی وضاحت: اس مثال کو اس طرح سمجھیں کہ اگر صرف اتنا ہی کہا جائے کہ ھَذَا خَاتَمٌ (یہ انگھوٹھی ہے) چونکہ اس جملے میں مبتدأ اور خبر پائے جارہے ہیں تو اگرچہ یہ جملہ ہے تو تام لیکن اس کے تام ہونے کے باوجود اس میں ابہام ہے کیونکہ جب ھَذَا خَاتَمٌ کہا گیا تو یہ احتمال (شک) پیدا ہوا کہ آخر یہ انگوٹھی کس چیز کی ہے ؟ کیونکہ انگوٹھیاں تو ذہب (سونے) ،فضۃ(چاندی) ،حدید(لوہے) اور اس کے علاوہ دیگر دھاتوں کی بھی ہوتیں ہیں مگر جب حَدِیْدًا کو تمیز بنا کر ذکر کیا گیا تو اس نے ابہام کو دور کردیا کہ یہ انگوٹھی نہ سونے کی ہے نہ چاندی کی اور نہ اس کے علاوہ کسی دوسری دھات کی بلکہ یہ تو لوہے کی انگوٹھی کی ہے۔

نحوی ترکیب: ھَذَا اسمِ اشارہ سکون پر مبنی محلِ رفع میں مبتدأ ہے،خَاتَمٌ ھَذَا مبتدأ کی خبر مرفوع ہے اور اس کے رفع کی علامت ضمہ ہے۔ حَدِیْدًا تمیز منصوب ہے اور اس کے نصب کی علامت فتح ظاہر ہے۔اگر اس جملہ میں حَدِیْدًا کو ذکر نہ بھی کیا جائے تب بھی یہ جملہ ہی کہلائے گا البتہ وضاحت کی حاجت باقی رہے گی۔

تمیز کی شرائط میں ہم نے جانا کہ تمیز نکرہ ہی ہونی چاہیے اس بات کو جاننے کے بعد ہو سکتا ہے کہ کسی طالبِ علم کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ۔

سوال: تمیز صرف نکرہ ہی کیوں ہوتی ہے؟

جواب: "تمیز صرف نکرہ ہی ہوتی ہے کیونکہ اس کے ذریعے مقصد وضاحت کرنا اور ابہام کو دور کرنا ہوتا ہے اور یہ نکرہ کے ذریعے ہی حاصل ہوتا ہے۔ نحویوں نے مقصد کے علاوہ کی زیادتی اور فضولیت سے بچتے ہوئے اس کی تنکیر کو لازم قرار دیا"۔(4)

عبارت کی وضاحت: مذکورہ عبارت سے معلوم ہوا کہ تمیز لانے کا مقصد گزشتہ کلام سے ابہام کو دور کرنا ہوتا ہے لیکن آگے صاحبِ کتاب علیہ الرحمہ نے تمیز کو نکرہ لانے کی وجہ بیان فرمائی کہ تمیز والا فائدہ نکرہ کے ذریعے سے ہی لیا جاسکتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ بسا اوقات تمیز لانے کے باوجود بھی اسی کلام کی مزید وضاحت کرنی ہوتی ہے اور وضاحت کے لیے ضروری ہے کہ پیچھے کچھ نہ کچھ ابہام باقی رہے اور

(4): النحو المستطاب سوال وجوب واعراب، جزء ثانی، صفحہ نمبر: 72: مکتبۃ دار طیبۃ: الطبعۃ الثانیۃ: 1994

ابہام نکرہ میں پایا جاتا ہے اسی وجہ سے تمیز کو نکرہ لایا جاتا ہے اور یہ مقصدِ عظیم معرفہ سے حاصل نہیں ہو سکتا۔

سوال: تمیز کا عامل کیا ہے اور کیا تمیز کو اس کے عامل پر مقدم کیا جا سکتا ہے؟

جواب: تمیز کا عامل وہ فعل ہے جو تمیز سے پہلے آتا ہے اور تمیز کو اس کے عامل پر مقدم نہیں کیا جا سکتا۔

سوال: تمیز کو اس کے عامل پر مقدم کیوں نہیں کیا جا سکتا؟

جواب: تمیز کو اس کے عامل پر مقدم نہیں کیا جا سکتا کیونکہ تمیز کے ذریعے وضاحت کرنا اور ابہام کو دور کرنا مقصود ہوتا ہے اور اس کو عامل پر مقدم کر دینا مقصد کے منافی ہے کیونکہ تمیز وضاحت کرنے میں صفت کی طرح ہے اور صفت کو اس کے عامل پر مقدم نہیں کیا جا سکتا۔(5)

عبارت کی وضاحت: صاحبِ کتاب علیہ رحمۃ نے تمیز کو صفت کے ساتھ تشبیہ دی کہ جس طرح صفت اپنے موصوف کی وضاحت

---

(5): النحو المستطاب سوال و جوب و اعراب، جزء ثانی، صفحہ نمبر: 72: مکتبۃ دار طیبۃ: الطبعۃ الثانیۃ: 1994

کرتی ہے اسی طرح تمیز بھی کلام سے ابہام کو دور کر کے کلام کی وضاحت کرتی ہے لہذا جس طرح صفت کو موصوف سے پہلے نہیں لایا جا سکتا اسی طرح تمیز کو اس کے عامل سے پہلے نہیں لایا جا سکتا یہی جمہور نحاۃ کا مذہب ہے اب چاہے عامل متصرف ہو جیسے **ضَرَبَ** وغیرہ جن کی مکمل صرفِ کبیر بنتی ہو یا غیرِ متصرف ہو۔ جیسے **بِئْسَ** وغیرہ جن کی مکمل صرفِ کبیر نہ بنتی ہو بہر حال اگر تمیز کو پہلے لایا جائے اور بعد میں اس چیز کو لایا جائے جس میں ابہام ہے تو گویا یہ تو اس طرح ہو گیا کہ پہلے مفسِر (وضاحت کرنے والا) آیا اور پھر مفسَر (جس کی وضاحت کی جائے) آیا یا پہلے جواب دے دیا گیا پھر سوال کیا گیا لہذا یہ درست نہیں اور **طَابَ زَیْدٌ نَفْسًا** (زید اپنی ذات کے اعتبار سے خوش ہوا) اس مثال میں تو ایک اور قاعدے کی وجہ سے بھی تمیز کو مقدم نہیں جا سکتا کیونکہ یہ تمیز (**نَفْسًا**) فاعل سے محول ہے اصل عبارت یوں تھی **طَابَ نَفْسُ زَیْدٍ** بتانے کا مقصد یہ ہے کہ **نَفْسًا** جو تمیز بن رہا ہے اصل میں تو یہ **طَاب** فعل کا فاعل تھا اور مشہور ومعروف قاعدہ ہے کہ فاعل فعل سے پہلے نہیں آسکتا لہذا **نَفْسًا**

بھی طاب فعل سے مقدم نہیں ہو سکتا لہذا ہر وہ مثال جس میں تمییز فاعل سے محول ہو اُس کو اِس مثال پر بھی قیاس کیا جا سکتا ہے اور اس میں بھی تمییز کے مقدم نہ ہونے کی وجہ یہ ہو سکتی ہے۔

نوٹ: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ نے بھی فتاوٰی رضویہ شریف میں علمِ توقیت سے متعلق گفتگو میں ایک مسئلہ کی تصحیح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ **وضاحت کرنے کے بعد وہم پیدا کرنا درست نہیں۔**[6]

تمییز ، صفت اور حال کے درمیان چند خاص فرق

تمییز

- تمییز سے پہلے حرفِ جر **"مِنْ"** پوشیدہ ہوتا ہے۔
- تمییز صرف نکرہ ہی ہوتی ہے۔[7]

---

(6): فتاوی رضویہ، جلد نمبر:05، صفحہ نمبر: 145، ناشر: رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ، اشاعت: 1993

(7): نکرہِ مخصوصہ بھی نکرہ کے حکم میں ہوتا ہے۔

- تمیز اکثر طور پر جامد ہوتی ہے۔
- تمیز ممیَّز پر مقدم نہیں ہوتی۔
- تمیز صراحۃً اسم ہوتی ہے یعنی یہ فعل، جملہ اور شبہ جملہ نہیں ہوتی۔
- تمیز کلام میں ایک سے زیادہ نہیں ہو سکتیں۔ مثال: **هَذَا بَابٌ خَشِبًا**۔

مثال کی وضاحت: جب **هَذَا بَابٌ خَشِبًا** (یہ لکڑی کا دروازہ ہے) کہا تو اس کلام سے ابہام دور ہو گیا کیونکہ اگر فقط **هَذَا بَابٌ** کہا جاتا تو یہ احتمال (شک) پیدا ہوتا کہ یہ دروازہ تو ہے لیکن یہ ہے کس چیز کا؟ کیونکہ دروازے تو لوہے، شیشے اور اسی طرح لکڑی کے بھی ہوتے ہیں پھر جب **هَذَا بَابٌ** کے بعد **خَشِبًا** لایا گیا تو اس نے ابہام کو دور کر دیا اور معلوم ہو گیا کہ یہ دروازہ لکڑی کا ہی ہے۔

صفت

- صفت سے پہلے حرفِ جر **"مِنْ"** پوشیدہ نہیں ہوتا۔
- صفت نکرہ یا معرفہ دونوں طرح آسکتی ہے۔
- صفت اکثر طور پر یا تو مشتق ہوتی ہے یا مشتق سے موؤل ہوتی ہے۔
- صفت بھی موصوف پر مقدم نہیں ہوتی سوائے صفتِ سببی کے کیونکہ یہ موصوف پر مقدم ہو جاتی۔

- صفت مفرد، جملہ اور شبہِ جملہ تینوں طرح ہو سکتی ہے۔
- صفت کلام میں ایک سے زیادہ بھی ہو سکتیں ہیں ۔صفت کی مثال: **هَذَا بَابٌ جَمِيلٌ** (یہ خوبصورت دروازہ ہے)۔

حال

- حال سے پہلے بھی حرفِ جر "**مِنْ**" پوشیدہ نہیں ہوتا۔
- حال بھی صرف نکرہ ہی ہوتا ہے۔
- حال اکثر طور پر مشتق ہوتا ہے۔
- حال کو ذوالحال پر مقدم کرنا جائز ہے۔
- حال بھی مفرد، جملہ اور شبہِ جملہ تینوں طریقوں سے آسکتا ہے۔
- حال بھی متعدد یعنی ایک سے زیادہ ہو سکتا ہے۔حال کی مثال: **جَاءَ مُحَمَّدٌ مُسْرِعًا** (محمد دوڑتے ہوئے آیا)۔

تمییز کی اقسام

1:پہلی قسم یعنی تمییز عن الذات

جو تمییز معین مقدار سے ابہام کو دور کرے جیسے مساحۃ ، وزن یا کیل

وغیرہ اسے تمیز عن الذات کہا جاتا ہے۔مثال: **لَكَ قِنْطَارٌ عَسَلًا**(آپ کے لیے شہد کے اعتبار سے ایک قنطار ہے)۔

نحوی ترکیب: **لَكَ** جار مجرور مل کر **ثَابِتٌ** فعلِ محذوف کا متعلق ہوکر شبہ جملہ خبرِ مقدم ہوگا۔ **قِنْطَارٌ** مبتدأمؤخر ہے۔**قِنْطَارٌ** (یہ ایک مقدار ہے جو مختلف ملکوں میں مختلف ہوتی ہے جیسے مصر میں ۱۰۰ رطل مل کر ایک قنطار بنتا ہے اسی طرح رطل کی مقدار بھی مختلف ممالک میں مختلف ہوتی ہے)**عَسَلًا** تمیز منصوب ہے جس نے ایک مقدار سے ابہام کو دور کیا ہے۔

مثال کی وضاحت : **لَكَ قِنْطَارٌ** ہم فقط مثال سمجھنے کے لیے فرض کرلیتے ہیں کہ اس کی مقدار پانچ لیٹر ہے تو اس عبارت کا ترجمہ ہوگا کہ آپ کے لیے پانچ لیٹر ہے تو اگر اتنا ہی کہا جائے تو سننے والا جاننا چاہے گا کہ آخر میرے لیے پانچ لیٹر تو ہے لیکن وہ پانچ لیٹر ہے کیا؟کیا یہ پانچ لیٹر تیل،پیٹرول،دودھ،یا شہد ہے؟یا ان کے علاوہ پانچ لیٹر کچھ اور ہے؟لیکن جب **عَسَلًا** کہا گیا تو تمام احتمالات ختم ہوگئے اور معلوم ہوگیا کہ میرے لیے پانچ لیٹر کچھ اور نہیں بلکہ شہد ہے اور **عَسَلًا** نے پانچ لیٹر کی مقدار سے ابہام کو دور کیا ہے لہذا یہ تمیز عن

الذات ہے۔

تمییز عن الذات کے احکام اور وضاحت

1. ١١سے لے کر ٩٩ تک کے عدد کی تمییز بھی تمییز عن الذات ہوتی ہے۔ جیسے: **اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا**[(8)] **ترجمہ کنزالایمان:** میں نے گیارہ تارے دیکھے۔

مثال کی وضاحت : **اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ** (میں نے گیارہ کو دیکھا) صرف اتنا جملہ بھی تام ہی ہے کیونکہ تمییز کلام میں زائد ہوتی ہے لہذا اگر اس کو کلام سے نکال بھی دیا جائے تو بھی جملہ تو تام ہی رہتا ہے لیکن ساتھ ہی ابہام بھی پیدا ہوجاتا ہے بہر حال مثال میں کہا گیا کہ "میں نے گیارہ کو دیکھا" تو فوراہی یہ احتمال پیدا ہوگیا کہ گیارہ کو تو دیکھا ہے لیکن وہ گیارہ ہے کون ؟ کیونکہ گیارہ تو بہت سی چیزیں ہو سکتیں ہیں ہوسکتا ہے کہ گیارہ اشخاص کو، گیارہ موتیوں کو یا پھر گیارہ ستاروں کو دیکھا ہو اور اس کے علاوہ بہت سی چیزوں کا ذہن میں احتمال پیدا ہوگیا لیکن جب آگے **کَوْکَبًا** کہا تو تمام کے تمام احتمالات ختم ہوگئے اور معلوم ہوگیا کہ کسی اور کو نہیں بلکہ گیارہ ستاروں کو ہی دیکھا ہے۔

---

(8): پارہ نمبر:12، سورۃ یوسف، آیت نمبر:04

ایک اور مثال: فَتَمَّ مِيقَاتُ رَبِّهِ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً [(9)]

ترجمہ کنز الایمان: تو اس کے رب کا وعدہ پوری چالیس رات کا ہوا۔

مثال کی وضاحت : فَتَمَّ مِيقَاتُ رَبِّهِ أَرْبَعِينَ (اللہ پاک کا چالیس کا وعدہ پورا ہو گیا) اگر جملے کو صرف اتنا ہی رکھا جائے تو یقینا یہ احتمال رہے گا کہ آخر یہ چالیس کا وعدہ کس چیز کا ہے ؟ یعنی جو چالیس کا وعدہ مکمل ہوا ہے وہ چالیس کیا ہے ؟ کیا یہ چالیس دنوں کا، چالیس راتوں کا، چالیس گھنٹوں کا، چالیس منٹوں کا، چالیس مہینوں کا یا چالیس سالوں کا وعدہ ہے؟ لہذا کلام میں موجود چالیس کا عدد اس بات کا تقاضہ کر رہا ہے کہ اس کلام کو مکمل طور پر سمجھنے کے لیے وضاحت ضروری ہے اسی حاجت کے پیشِ نظر جب تمیز کے طور پر لَيْلَةً کو لایا گیا تو یہ تمام کے تمام احتمالات ختم ہو گئے اور کلام واضح ہو گیا اور معلوم ہو گیا کہ چالیس راتوں کا وعدہ ہی مکمل ہوا ہے اور چونکہ یہ ابہام ایک عدد میں تھا اور عدد سے ابہام دور ہوا تو یقیناً یہ بھی معلوم ہو گیا کہ لَيْلَةً تمیز عن الذات ہے۔

---

(9): پارہ نمبر:9، سورۃ الاعراف، آیت نمبر:142

2.مقدار(وزن ، کیل،یا ناپ وغیرہ) یا مشابہ مقدار کی تمییز بھی تمییز عن الذات کہلاتی ہے۔

وزن کے مشابہ کی مثال: فَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ خَیۡرًا یَّرَہٗ[10]۔

ترجمہ کنزالایمان: توجوایک ذرّہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا۔

مثال کی وضاحت : فَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ (توجوذرہ برابر بھی کرے گا)اگر یہیں تک ارشاد ہوتا تو کئی احتمالات پیدا ہوجاتے کہ آخر وہ ذرہ برابر کس اعتبار سے ہو؟کیاوہ ذرہ برابر ظلم،نافرمانی، بھلائی یا برائی کے اعتبار سے ہو؟ توجب خَیۡرًا کو تمییز کے طور پر لایا گیا تو تمام احتمالات ختم ہوگئے اور معلوم ہوگیا کہ اگر کوئی ذرہ برابر بھی بھلائی کے اعتبار سے کچھ کرے گا تو اسے دیکھے گا اور چونکہ خَیۡرًا نے ایک وزن سے مشابہت رکھنے والی شیء سے ابہام کو دور کیا ہے تو یقیناً یہ بھی تمییز عن الذات ہے۔

کیل(ناپ) کی مثال: شَرِبۡتُ لَتۡرًا لَبَنًا (میں نے ایک لیٹر دودھ پیا)۔

مثال کی وضاحت : شَرِبۡتُ لَتۡرًا (میں نے ایک لیٹر پیا) جب یہیں تک کلام کیا گیا تو کئی احتمالات پیدا ہوگئے کہ ایک لیٹر پیا تو

---

(10):پارہ نمبر: 30،سورۃ الزلزال،آیت نمبر:07

ہے لیکن آخر وہ ایک لیٹر ہے کیا ؟ کیا وہ ایک لیٹر پانی، جوس، دودھ بوتل ہے ؟ یا وہ ایک لیٹر اس کے علاوہ کوئی اور چیز ہے ؟ جب **لَبَنًا** کو تمیز بنا کر لایا گیا تو یہ تمام احتمالات اور ابہامات ختم ہو گئے اور معلوم ہو گیا کہ جو ایک لیٹر پیا ہے وہ دودھ ہی ہے اور چونکہ **لَبَنًا** نے ایک مقدار سے ابہام کو دور کیا ہے لہذا یہ بھی تمیز عن الذات ہے۔

کیل کے مشابہ کی مثال: **عِنْدِیْ وِعَاءٌ سَمَنًا** (میرے پاس گھی سے بھرا ہوا ایک برتن ہے)۔

مثال کی وضاحت : کسی نے کہا **عِنْدِیْ وِعَاءٌ** (میرے پاس ایک برتن ہے) جب صرف اتنا ہی کہا تو بہت سے احتمالات ذہن میں پیدا ہوئے کہ آپ کے پاس ایک برتن تو ہے لیکن وہ برتن کس چیز سے بھرا ہوا ہے کیا وہ برتن دودھ سے، پانی سے، کھجور سے، گھی سے یا تیل سے بھرا ہوا ہے ؟ لہذا جب **سَمَنًا** کو تمیز کے طور پر لایا گیا تو اس نے ان تمام احتمالات کو ختم کر دیا اور معلوم ہو گیا کہ یہ برتن کسی اور چیز سے نہیں بھرا ہوا بلکہ یہ تو گھی سے بھرا ہوا ہے اور **سَمَنًا** نے بھی ایک مقدار سے ابہام کو دور کیا ہے تو یقیناً یہ بھی تمیز عن الذات ہے۔

مساحت (زمین کی پیمائش کرنے کا پیمانہ) کی مثال: **زَرَعْتُ فَدَّانًا**

قَمْحًا (میں نے گیہوں کے اعتبار سے ایک ایکڑ زمین کاشت کی)۔

مثال کی وضاحت : **زَرَعْتُ فَدَّانًا** (میں نے ایک ایکڑ زمین کاشت کی)جب صرف اتنا ہی کہا گیا تو کئی احتمالات پیدا ہو گئے کہ ایک ایکڑ زمین تو کاشت کی ہے مگر کس چیز کی؟ کیا ایک ایکڑ زمین چاول کی ،دال کی، باجرے کی یا گندم کی کاشت کی ہے ؟لیکن جب **قَمْحًا** لایا گیا تو یقیناً تمام کے تمام احتمالات ختم ہو گئے اور معلوم ہو گیا کہ ایک ایکڑ زمین گندم کی کاشت کی ہے رہی بات یہ کہ یہ کون سی تمیز ہے تو چونکہ **قَمْحًا** نے ایک مقدار سے ابہام کو دور کیا ہے لہذا یہ تمیز عن الذات ہی ہے۔

مساحت کے مشابہ کی مثال: **مَا فِيْ السَّمَاءِ مَوْضِعُ رَاحَةٍ سَحَابًا**(بادل کے اعتبار سے آسمان میں وسعت والی جگہ نہیں ہے)۔

مثال کی وضاحت : **مَا فِيْ السَّمَاءِ مَوْضِعُ رَاحَةٍ** (آسمان میں وسعت والی جگہ نہیں ہے)اگر یہیں تک کلام کیا جائے تو بھی کلام مکمل ہی رہے گا لیکن ساتھ ابہام بھی باقی رہے گا کہ آخر آسمان مین وسعت والی جگہ نہیں ہے تو یہ کس اعتبار سے نہیں ہے؟ کیا آسمان میں وسعت والی جگہ چاند کے ،سورج کے ، تاروں کے یا بادل کے اعتبار سے نہیں ہے؟ لہذا جب **سَحَابًا** کو تمیز کے طور پر لایا گیا تو اس کے ذریعے تمام احتمالات

ختم ہو گئے اور معلوم ہو گیا کہ آسمان میں وسعت والی جگہ کسی اور اعتبار سے نہیں بلکہ آسمان میں وسعت والی جگہ بادل کے اعتبار سے نہیں یعنی آسمان میں بادل آسمان کے مقابلے میں بہت کم ہیں۔

عدد ، وزن یا وزن کے مشابہ چیز کی تمییز کا حکم

ان میں نصب یا جر دونوں دینا جائز ہے تو ہم کہہ سکتے ہیں. لَتْرًا مِنْ لَبَنٍ یا فَدَّانٌ مِنْ قُمْحٍ اور غیرِ قرآن میں مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ بھی کہہ سکتے ہیں.

2۔ دوسری قسم یعنی تمییز عن النسبت

وہ تمییز جو کامل جملہ سے ابہام کو دور کرے۔ اس تمییز کی دو اقسام ہیں۔

1:محول

1۔جو فاعل سے پھیر کر لائی گئی ہو یہ ہمیشہ منصوب ہوتی ہے۔جیسے: وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا[11] یعنی واشْتَعَلَ شَيْبُ الرأسِ شَيْبًا تمییز کے طور پر

---

(11): ترجمہ کنزالایمان: سر سے بڑھاپے کا بھبھوکا پھوٹا (سفیدی ظاہر ہوئی)
پارہ نمبر: 16، سورۃ المریم، آیت نمبر: 04

منصوب ہے حالانکہ اس کا محل فاعل والا تھا۔

2.جو مفعول سے پھیر کر لائی گئی ہو یہ ہمیشہ منصوب ہوتی ہے۔جیسے: وَّفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُیُوْنًا(12)یعنی وَّفَجَّرْنَا عُیُوْنَ الْاَرْضِ پس کلمہِ عُیُوْنًا تمیز ہے حالانکہ اس کا محل مفعول والا تھا۔

3.جو مبتدأ سے پھیر کر لائی گئی ہو یہ بھی ہمیشہ منصوب ہوتی ہے۔جیسے: قُلِ اللّٰهُ اَسْرَعُ مَكْرًا(13)یعنی مَكْرُ اللّٰهِ اَسْرَعُ پس کلمہِ مَكْرًا تمیز ہے حالانکہ اس کا محل مبتدأ والا تھا۔

2. غیرِ محول

جو فاعل، مفعول اور مبتدأ سے پھیر کر نہ لائی جائے بلکہ جو زیادہ تر فعلِ تعجب اور اسمِ تفضیل کے ساتھ استعمال ہوتی ہو اور یہ مجرور اور منصوب دونوں طرح ہو سکتی ہے۔اَكْرِمْ بِمُحَمَّدٍ عَالِماً، اَكْرِمْ بِمُحَمَّدٍ من عَالِمٍ۔

---

(12):ترجمہ کنزالایمان:اور زمین کو چشمے کر کے بہادیا۔
پارہ نمبر:27،سورۃ القمر،آیت نمبر:12

(12): ترجمہ کنزالایمان : تم فرمادو اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے جلد ہو جاتی ہے۔
پارہ نمبر:11،سورۃ یونس،آیت نمبر:21

تمییز عن النسبت کے احکام اور وضاحت

1 .محوّل   2 .غیرِ محوّل

محوّل

وہ تمییز ہے جو اصل میں مبتدا، فاعل یا مفعول بہ ہوتی ہے۔ نحاۃ نے اسے منقول کا نام بھی دیا ہے۔ جیسے: **حَسُنَ الرَّجُلُ خُلُقًا** (مرد اخلاق کے اعتبار سے اچھا ہوگیا)۔

اس مثال میں جو مرد کی طرف اچھے ہونے کی نسبت کی گئی ہے۔ اس میں کئی چیزوں کا احتمال تھا کیونکہ اچھا ہونا کئی اعتبار سے ہوتا ہے۔ عمل، سچے ہونے، احسان مند ہونے یا اخلاق کے اعتبار سے وغیرہ اسی وجہ سے **خُلُقًا** کو تمییز بنا کر لایا گیا تاکہ جملہ میں موجود ابہام کو دور کر دیا جائے۔

- فاعل سے محوّل کی مثال: **حَسُنَ الرَّجُلُ خُلُقًا** اصل جملہ **حَسُنَ خُلُقُ الرَّجُلِ** (مرد کے اخلاق اچھے ہوگئے) ہے۔

نحوی ترکیب : **حَسُنَ** فعل ماضی معروف فتحہ پر مبنی ہے۔ **خُلُقُ**

فاعل مضاف ہے اور اس کی علامتِ رفع ضمہ ہے۔ **الرَّجُلِ** مضاف الیہ مجرور ہے۔ فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوگا[14]۔

- مبتدأ سے محوّل کی مثال: **اَنَا اَکْثَرُ مِنْكَ مَالاً** اصل جملہ **مَالِیْ اَکْثَرُ**

---

(14):یہاں یہ وضاحت بھی پیشِ نظر رہے کہ ترکیب کرتے وقت مرکبِ توصیفی یا اضافی کو فاعل بنانا درست نہیں کیونکہ فاعل اور مفعول بہ اسماء ہیں اور اسماء کلمہ کی اقسام میں سے ہوتے ہیں اور مرکب کا کلمہ ہونا فاسد ہے کیونکہ کلمہ تو ہوتا ہی مفرد ہے لہذا نحوی ترکیب کرتے وقت مکمل مضاف اور مضاف الیہ کو ملا کر فاعل نہ بنایا جائے بلکہ فاعل مضاف کہہ کر آگے والے کلمہ کو صرف مضاف الیہ بنایا جائے۔

رہا یہ سوال کہ امام النحو علامہ جیلانی میرٹھی علیہ رحمۃ نے اپنی کتاب "البشیر الکامل" میں اس نوعیت کی تراکیب کی ہیں تو یہ ابتدائی طلبہ کی آسانی کے لیے ہے کیونکہ آپ علیہ رحمۃ تو خود اسے صحیح قرار نہیں دیتے۔ جیسا کہ "البشیر الکامل" کے صفحہ نمبر 242 پر آپ علیہ رحمۃ سے اس طرح کی تراکیب کے بارے میں سوال ہوا ملاحظ فرمائیں۔

سوال "ترکیب میں یہ کہنا صحیح ہے کہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل"؟

جواب "ہر گز صحیح نہیں اس لیے کہ مضاف ،مضاف الیہ کا مجموعہ مرکب ہے اور فاعل مرکب نہیں ہوتا جیسا کہ اس کی تعریف میں گزرا اور اسم کلمہ کی قسم ہے اور کلمہ کی تعریف میں فاعل ماخوذ ہے نظر برآں فاعل مفرد ہوگا نہ مرکب۔انتہیٰ (خلاصۃ النحو، صفحہ نمبر:203)

مِنْكَ (میرا مال تجھ سے زیادہ ہے) ہے۔

- مفعول بہ سے محوّل کی مثال: **ذَرَعْتُ الحَدِيْقَةَ أَزْهَارًا** اصل جملہ **ذَرَعْتُ أَزْهَارَ الحَدِيْقَةِ** (میں نے باغ کی کلیوں کو پھیلا دیا) ہے۔

غیر محوّل:

وہ تمیز ہے جو کسی دوسری شیٔ سے پھیر کر نہ لائی گئی ہو جیسا کہ اس کے نام سے ہی واضح ہے۔ رہی بات یہ کہ پھر اس کی پہچان کیسے ہو؟ تو یہ ایسا نیا کلمہ (یعنی یہ کوئی ایسا کلمہ نہیں ہوتا جو اصل میں فاعل یا مفعول یا مبتدأ ہو بلکہ ابتداً ہی کلام میں اپنی الگ سے حیثیت رکھتا ہے) ہوتا ہے جس کی جملہ کی طرف نسبت کی جاتی ہے تاکہ ابہام کو دور کیا جا سکے اور یہ کلمہ جملۂ ذم یا مدح یا تعجب وغیرہ کے بعد استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے **أَكْرَمَ بِالرَّجُلِ خُلُقًا**۔

ہو سکتا ہے اب کسی طالبِ علم کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ

سوال: فاعل یا مفعول کو تمیز کی طرف پھیر دینے سے کیا مقصد ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر یہاں ہمارے **حَسُنَ مُحَمَّدٌ خُلُقًا** اور **حَسُنَ خُلُقُ مُحَمَّدٍ** کہنے کے درمیان معنٰی میں کیا فرق ہے؟

جواب: کیونکہ ایک طریقے سے دوسرے طریقے کی طرف

عدول نہیں کیا جاتا مگر اس کے ساتھ ایک معنٰی سے دوسرے معنٰی کی طرف پھرنا ساتھ ساتھ ہی رہتا ہے اسی وجہ سے فاعل ،مفعول یا مبتدأ سے تمیز کی طرف مبالغ اور شمولیت کے لیے پھرا جاتا ہے اس کی مثال تیرا کہنا **فَاحَتِ الحَدِیْقَةُ عِطْرًا** ایک اور مثال اللہ تعالٰی کا فرمان **وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَیْبًا**(15) اصل عبارت ہے **فَاحَ عِطْرُ الحَدِیْقَةِ** حالانکہ ان دونوں کے درمیان معنٰی میں بڑا فرق ہے رہی بات تیرا **فَاحَ عِطْرُ الحَدِیْقَةِ** کہنا تو اس کا معنٰی ہے کہ **باغ کی خوشبو پھیل گئی** بہر حال تیرا **فَاحَتِ الحَدِیْقَةُ عِطْرًا** کہنے کی تو اس کا معنٰی ہے کہ **باغ خوشبو سے بھر گیا ہے** اور االلہ تبارک وتعالٰی کا فرمان **وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَیْبًا** اصل میں **اِشْتَعَلَ شَیْبُ الرَّاْسِ** ہے مگر یہاں ان دونوں کے معنٰی میں بڑا فرق ہے پس تیرا **اِشْتَعَلَ شَیْبُ الرَّاْسِ** کہنا تو اس کا معنٰی ہے **سر کی سفیدی چمک گئی** بہر حال اللہ تعالٰی کے اس فرمان **وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَیْبًا** "کا معنٰی ہے کہ **سر بڑھاپے کے شعلے سے بھر چکا ہے** اور اسی طرح **اِضْطَرَمَتْ نَارُ البَیْتِ** اور **اِضْطَرَمَ البَیْتُ نَارًا** ہے۔اہلِ حجاز کے دلائل میں اس کو جانچنا اس طرح آیا کہ تو کہے **اِشْتَعَلَ البَیْتُ نَارًا** تو معنٰی ہوگا کہ گھر میں آگ شمولیت کے وقوع کی طرح واقع ہوئی اور تحقیق آگ

---

(15): پارہ نمبر: 16، سورۃ المریم، آیت نمبر: 04

گھر پر چھا گئی ہے اور اس نے گھر کے کناروں اور درمیان میں اپنا اثر دکھا دیا اور تو کہے **اِشْتَعَلَتِ النَّارُ فِي الْبَيْتِ** تو یہ کہنا اس معنیٰ کا فائدہ نہیں دے گا۔(16)

عبارت کی وضاحت : صاحب کتاب نے فرمایا کہ ایک طریقے سے دوسرے طریقے کی طرف عدول نہیں کیا جاتا مگر اس کے ساتھ ایک معنیٰ سے دوسرے معنیٰ کی طرف پھرنا ساتھ ساتھ ہی رہتا ہے یعنی جب الفاظ کی نحوی ترکیب بدل دی جائے تو معنیٰ میں بھی تبدیلی واقع ہو گی جیسے ھدایۃ النحو میں مصنف علیہ الرحمۃ نے مبتدا کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے ایک مثال یہ بھی بیان کی کہ **اَللّٰهُ رَبُّنَا** اور قاعدہ بیان فرمایا کہ جب جملے کے دونوں جزء معرفہ ہوں تو جسے چاہیں مبتدا بنادیں اور جسے چاہیں خبر لیکن یہ یاد رہے کہ جیسی نحوی ترکیب کریں گیں اسی اعتبار سے ترجمہ ہوگا کیونکہ **" التركيب تحت المعنى المعنى تحت التركيب "** جیسے اگر لفظِ **اَللّٰهُ** کو مبتدا بنائیں اور **رَبُّنَا** کو خبر بنائیں تو ترجمہ ہوگا کہ اللہ ہمارا رب ہے اور اگر اسی مثال میں لفظِ **رَبُّنَا** کو مبتدا بنائیں اور لفظِ **اَللّٰهُ** کو خبر تو ترکیب کے بدلنے سے معنیٰ بھی تبدیل ہو جائے گا اور ترجمہ ہوگا کہ **ہمارا رب اللہ ہے** ۔یہی وجہ ہے کہ تمیز کو

---

(16):معاني النحو :جزء الثاني : صفحہ نمبر: 381 مکتبہ :دار ابن کثیر : الطبعة الثانية:2022

محول بنا کر ذکر کرنے سے مبالغہ اور شمولیت کا فائدہ حاصل ہوتا ہے آیئے اس کو ایک مثال سے سمجھتے ہیں اِشْتَعَلَ البَیْتُ نَارًا اصل عبارت یوں تھی اِشْتَعَلَتِ النَارُ فِیْ البَیْتِ ان دونوں مثالوں میں جہاں لفظًا تبدیلی ہے وہیں معنٰی کے اعتبار سے بھی دونوں میں بڑا فرق ہے۔ اِشْتَعَلَ البَیْتُ نَارًا اس کا معنٰی ہے کہ گھر کے لیے آگ کا وقوع بطور شمولیت کے ہوا ہے یعنی گھر کے کناروں اور درمیان سمیت پورا کا پورا گھر آگ سے بھر چکا ہے جبکہ اِشْتَعَلَتِ النَارُ فِیْ البَیْتِ سے یہ والا فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا اسی لیے اس کو فاعل سے محول بنا کر ذکر کیا۔ایک قرآنِ کریم کی مثال بھی پیشِ خدمت ہے۔اللہ تبارک و تعالٰی نے قرآنِ کریم میں ارشاد فرمایا وَّفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُیُوْنًا(17) غیرِ قرآن میں اصل عبارت بنے گی وَّ فَجَّرْنَا عُیُوْنَ الْاَرْضِ جس طرح پہلے دونوں عبارت میں فرق تھا اسی طرح یہاں بھی فرق ہے وہ اس طرح کہ وَّفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُیُوْنًا کا معنی ہے کہ اللہ تبارک وتعالٰی نے زمین کے ہر ہر مقام سے زوردار چشمے بہا دیے گویا کہ زمین چشموں کی طرح ہی ہو گی"(18)

---

(17):پارہ نمبر:27،سورۃ القمر،آیت نمبر:12

(18):اس آیتِ مبارکہ میں حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کو دیے جانے والے عذاب کا تذکرہ ہے۔

سبحان اللہ عزوجل! لیکن یہ فائدہ وَّفَجَّرْنَاعُیُوْنَ الْاَرْضِ سے حاصل نہیں ہوسکتا تھا۔ گفتگو کو مزید واضح کرنے کے لیے ذیل میں نتیجتاً دونوں صورتوں (محول اور غیر محول) والی مثالوں کے درمیان معنوی اعتبار سے فرق بیان کیا جاتا ہے۔

- فَاحَ عِطْرُ الحَدِیْقَةِ (باغیچے کی خوشبو پھیل گئی)۔
- فَاحَتِ الحَدِیْقَةُ عِطْرًا (باغیچہ کی خوشبو سے بھر گیا)۔
- اِشْتَعَلَ شَیْبُ الرَّاْسِ (سر کی سفیدی چمک گئی)۔
- اشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَیْبًا (سر بڑھاپے کے شعلے سے بھر چکا ہے)۔
- اِشْتَعَلَتِ النَارُ فِی البَیْتِ (گھر میں آگ لگ گئی)۔
- اِشْتَعَلَ البَیْتُ نَارًا (گھر آگ سے بھر چکا ہے)۔
- وَّفَجَّرْنَاعُیُوْنَ الْاَرْضِ (ہم نے زمین کے چشمے جاری کیے)۔
- وَّ فَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُیُوْنًا (ہم نے زمین کو چشمے کردیا گویا زمین چشموں کی طرح ہوگئی)۔

تمییز عن النسبت کے لیے دو حکم ہیں۔

1.تمییز پر نصب پڑھنا

اعراب میں تمییز کا منصوب ہونا مثال: لِلّٰہِ دَرُّہٗ فَارِسًا (اللہ کے

لیے کیا ہی بڑی خوبی ہے کامل قدرت کے اعتبار سے!)۔ **لِلّٰہِ دَرُّہٗ** (یہ جملہ تعجب کے لیے استعمال ہوتا ہے)۔

2.حرفِ جر من زائدہ کی وجہ سے منصوب ہونا

تمیز کا حرفِ جر من زائدہ کی وجہ سے مجرور ہونا لیکن یہ معنوی اعتبار سے تمیز ہی ہوتی ہے۔ مثال: **اَکْرَمَ بِالرَّجُلِ مِنْ خُلُقٍ**۔

اسمِ تفضیل (افعل) کی تمییز کے بارے میں ایک بڑا ہی دلچسپ قاعدہ

سوال: ہمیں کیسے معلوم ہو کہ اسمِ تفضیل کے بعد مضاف الیہ ہوگا یا تمیز؟

جواب: اسمِ تفضیل کے بعد تمیز اور مضاف الیہ کے درمیان فرق کرنے کے لیے اپنے ذہن میں اسمِ تفضیل کو حذف کر کے دیکھیں اگر معنیٰ مکمل ہو تو اس کو جملے کی طرف لوٹا کر "افعل" کے مابعد کو مضاف الیہ والا اعراب دیں گے اور اگر معنیٰ مکمل نہ ہو تو اس کے مابعد تمیز ہوگی۔

مضاف الیہ کی مثال: **زَیْدٌ اَفْضَلُ رَجُلٍ** اسمِ تفضیل کو پوشیدہ مانا تو **زَیْدٌ رَجُلٌ** ہو گیا جو کہ ایسا جملہ ہے جس کا معنیٰ مکمل ہے. لہذا **رَجُلٌ** کو مضاف الیہ والا اعراب دیں گے۔

تمیز کی مثال: **زَیْدٌ اَفْضَلُ خُلُقًا** اسمِ تفضیل کو پوشیدہ مانا تو **زَیْدٌ خُلُقٌ** ہو گیا جو کہ ایسا جملہ ہے جو ایک اعتبار سے غیرِ تام ہے۔ لہذا **خُلُقًا** کو تمیز والا اعراب دیں گے۔ اسی قاعدے کو نحو کی مشہور کتاب "جامع الدروس العربیہ" میں دوسرے طریقے سے بیان کیا گیا ہے ذیل میں ملاحظ فرمائیں۔

"پیارے طلبہ کرام جان لیجیے کہ اگر اسمِ تفضیل کے بعد ایسا اسم ہو جو اسمِ تفضیل سے پہلے والے اسم کی جنس سے نہ ہو تو اس اسم کو تمیز کی بنیاد پر نصب دینا واجب ہے مثال **اَنْتَ اَعْلٰی مَنْزِلًا** اور اگر وہ اسم اپنے ماقبل کی جنس سے ہو تو اب یہ اسم اسمِ تفضیل کا مضاف الیہ بنے گا لہذا اب اسے جر ہی دیا جائے گا جیسے **اَنْتَ اَفْضَلُ رَجُلٍ** لیکن یہ بھی یاد رہے کہ اگر اسمِ تفضیل تمیز کے غیر کی طرف مضاف ہو تو اس صورت میں بھی اسم کو نصب دینا ضروری ہوگا

جیسے "اَنْتَ اَفْضَلُ النَّاسِ رَجُلًا۔[19]

"کفٰی" فعل سے متعلق ایک قاعدہ [20]

"کفی" فعل کے بعد جو منصوب اسم ہو اس کے منصوب ہونے کی دو وجہ ہوسکتی ہیں۔

1۔ تمییز کے سبب　　　　2۔ حال کے سبب

قرآنِ کریم سے چند مثالیں بھی ملاحظ فرمائیں۔

اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا وَ کَفٰی بِاللّٰہِ حَسِیْبًا[21] اس کے منصوب ہونے کی دونوں وجہ ہوسکتی ہے اسی طرح وَکَفٰی بِاللّٰہِ عَلِیْمًا[22]، وَکَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیْدًا[23] وَکَفٰی بِرَبِّکَ وَکِیْلًا[24] وغیرہ وعلٰی ھذا القیاس۔

تمییز کا ترجمہ کرنے کا طریقہ

تمییز کا ترجمہ کرنے کے کئی طریقے ہیں ان میں سے چار طریقے

---

(19): جامع الدروس العربیہ، جزء ثالث، صفحہ نمبر: 116: منشورات المکتبۃ العصریّۃ: الطبعۃ الثلاثون: 1994

(20): النحو التطبیقی، صفحہ نمبر: 476: مکتبۃ دار اللؤلؤۃ: الطبعۃ الثالثۃ: 2019

(21): پارہ نمبر: 04، سورۃ النساء، آیت نمبر: 06

(22): پارہ نمبر: 05، سورۃ النساء، آیت نمبر: 70

(23): پارہ نمبر: 05، سورۃ النساء، آیت نمبر: 79

(24): پارہ نمبر: 15، سورۃ اسراء، آیت نمبر: 65

پیشِ خدمت ہیں۔

1۔پہلے ممیَّز کا ترجمہ کریں پھر تمیز کا ترجمہ کر کے لفظِ **"والا"** کا اضافہ کردیں۔مثال کے طور پر **اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا** ترجمہ: **ان میں سے کون اچھا عمل کرنے والا ہے۔**

2۔ تمیز عن النسبت ہو تو کبھی تمیز کا ترجمہ کرنے کے بعد **"سے"** کا اضافہ کیا جاتا ہے۔مثال **اِمْتَلأَ الاِنَاءُ مَاءً** (برتن پانی سے بھر گیا)اور کبھی تمیز عن النسبت میں اصل (یعنی فاعل ،مفعول یا مبتدا سے محول ہونے) کا اعتبار کرتے ہوئے تمیز کو ان کا مضاف تصور کر کے ترجمہ کیا جاتا ہے۔مثال **حَسُنَ زَيْدٌ وَجْهًا** اس کی اصل **حَسُنَ وَجْهُ زَيْدٍ** ہے لہذا اسی اصل کا اعتبار کریں تو ترجمہ یوں ہوگا کہ **زید کا چہرہ خوبصورت ہے** اسی طرح ایک اور مثال **اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالاً** چونکہ اس میں تمیز مبتدا سے محول ہے اس کی اصل **مَالِي اَكْثَرُ مِنْكَ** ہے تو ترجمہ ہوگا **میرا مال تجھ سے زیادہ ہے۔**

3۔سب سے پہلے ممیَز کا ترجمہ کریں پھر تمیز کا ترجمہ کر کے لفظ **"اعتبار یا لفظ لحاظ "** کا اضافہ کردیں پھر آخر میں فعل کا ترجمہ کریں۔مثال کے طور پر **طَابَ زَيْدٌ نَفْسًا** ترجمہ: **زید نفس کے اعتبار سے اچھا ہے یا زید**

نفس کے لحاظ سے اچھا ہے۔

4۔ تمییز کا ترجمہ کر کے لفظِ **"میں"** کا اضافہ کریں پھر ممیز کا ترجمہ کریں مثال کے طور پر **زَیْدٌ اَکْثَرُ مِنِّیْ عِلْمًا** ترجمہ: **زید علم میں مجھ سے زیادہ ہے۔**